17689

دار الافتاء
فتوی نمبر 1/2019
مورخہ

استفتاء

محترم جناب مفتی صاحب جامعہ دار العلوم کراچی کورنگی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چلتی ہوئی سواری مثلاً موٹر سائیکل، کار گاڑی وغیرہ میں اگر کوئی شخص ایک ہی آیتِ سجدہ کا تکرار کرے تو کیا اس کے ذمہ ایک ہی سجدہ واجب ہوگا یا جتنی بار آیتِ سجدہ پڑھی اتنے سجدے واجب ہوں گے؟ اس مسئلہ میں گاڑی چلانے والے اور بیٹھنے والے میں کوئی فرق ہے یا دونوں کا ایک حکم ہے؟ نیز بس، ریل اور ہوائی جہاز میں بیٹھے ہوئے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟ رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

سائل: محمد معاویہ ولد افضل خان، ضلع اٹک تحصیل حضرو گاؤں حمید فیضان دکاندار نزد سوزوکی اڈہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

چلتی ہوئی گاڑی میں ایک ہی آیتِ سجدہ اگر حالتِ نماز میں متعدد مرتبہ تلاوت کی جائے تو صرف ایک سجدہ واجب ہوگا۔ البتہ نماز کے علاوہ عام حالت میں چلتی ہوئی کار یا موٹر سائیکل وغیرہ پر اگر ایک ہی آیتِ سجدہ بار بار پڑھی جائے تو اس صورت میں ڈرائیور اور سوار دونوں کے حکم میں فرق ہے۔ ڈرائیور آیتِ سجدہ جتنی بار پڑھے گا اُتنے سجدے واجب ہوں گے۔ لیکن سوار شخص پر صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک ہی آیتِ سجدہ اگر بار بار تلاوت کی جائے تو ایسی صورت میں سجدۂ تلاوت کے تعدّد کا مدار اختلافِ مجلس پر ہے۔ یعنی اگر ایک ہی مجلس میں وہ آیت بار بار پڑھی یا سُنی جائے تو اس سے صرف ایک سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ اور اگر مختلف مجلسوں میں وہ آیت بار بار پڑھی یا سُنی جائے تو اس سے متعدد سجدے واجب ہوں گے۔

نماز کے علاوہ عام حالت میں چلتی ہوئی کار یا موٹر سائیکل پر بیٹھے ہوئے شخص کی مجلس مختلف ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کیلئے اُن مسائل سے رہنمائی ملتی ہے جو حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے "دابہ" اور "سفینہ" کے بارے میں ذکر فرمائے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ دابہ پر اگر کوئی شخص ایک آیت بار بار پڑھے تو متعدد سجدے واجب ہوں گے، لیکن سفینہ پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اور اس فرق کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ "دابہ" چلانے والے کے اختیار اور کنٹرول میں ہے، اُس کا چلنا اور رُکنا صاحبِ دابہ کے عمل کی وجہ سے ہے اور اُسی کی طرف منسوب ہے، اس لئے دابہ کے قوائم کو صاحبِ دابہ کے پاؤں کی طرح قرار دیا گیا، گویا کہ وہ خود چل رہا ہے اور اس کے اپنے عمل سے جگہ تبدیل ہو رہی ہے، لہٰذا یہ اختلافِ مجلس کے حکم میں ہے۔ جبکہ "سفینہ" ہوا کے زور پر چلتی ہے اور اُس کے چلنے اور رُکنے میں راکب کا تصرف نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کے چلنے کو صاحبِ سفینہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، لہٰذا سفینہ میں بیٹھے ہوئے شخص کی جو جگہ تبدیل ہو رہی ہے وہ چونکہ اُس کے اپنے عمل کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے سفینہ کا چلنا اس کے حق میں اختلافِ مجلس نہیں

(جاری ہے۔۔۔)

ہے۔ اسی علت کو سامنے رکھتے ہوئے بعض علماءِ کرامؒ نے اپنے فتویٰ میں اس خیال کا اظہار فرمایا ہے کہ موجودہ دور میں سمندری جہاز اور کشتیاں جنہیں مشین وغیرہ کے ذریعہ ملاح چلاتے ہیں اُن کا حکم بھی "دابہ" والا ہوگا، یعنی جگہ کی تبدیلی سے متعدد سجدے واجب ہوں گے۔ (دیکھئے احسن الفتاوی: ۴/۶۷۔ فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۲/۴۷۷)

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ کی کار گاڑی اور موٹر سائیکل وغیرہ چلانے والے کے حق میں "دابہ" کے حکم میں ہیں، کیونکہ یہ ڈرائیور کے اختیار سے چلتی ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص گاڑی یا موٹر سائیکل چلاتے ہوئے ایک ہی آیتِ سجدہ بار بار تلاوت کرے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے، کیونکہ یہ ڈرائیور کے حق میں اختلافِ مجلس ہے۔

البتہ جو شخص گاڑی یا موٹر سائیکل خود نہ چلا رہا ہو، بلکہ عام سوار ہو یعنی براہِ راست گاڑی اس کے تصرف میں نہ ہو تو اس کا حکم "راکب فی السفینۃ" کی طرح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ گاڑی کے چلنے اور رُکنے میں براہِ راست اس کا تصرف اور اختیار نہیں ہے، اس لئے اُس کے حق میں مجلس مختلف نہیں ہوگی اور اُس پر صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ یہی حکم ہوائی جہاز، ریل گاڑی اور بس وغیرہ میں سوار شخص کا بھی ہے۔

واضح رہے کہ کتبِ فقہ میں سجدۂ تلاوت کے باب میں دابہ اور سفینہ کے جو مسائل ذکر کئے گئے ہیں اُن میں چلانے والے اور عام سوار کے درمیان فرق کی یہ تفصیل اگرچہ صراحۃً مذکور نہیں ہے، لیکن بعض کتب مثلاً بدائع الصنائع میں اسی باب میں "محمل" کو سفینہ کے حکم میں قرار دیا ہے، جس سے اس فرق کی تائید ہوتی ہے۔ نیز اس کے علاوہ کتابوں میں تفویضِ طلاق کے باب میں تبدلِ مجلس کی جو جزئیات ذکر کی گئی ہیں اُن میں یہ بات صراحۃً مذکور ہے کہ میاں بیوی اگر ہودج میں ہوں اور کوئی تیسرا شخص دابہ چلا رہا ہو تو ہودج میں بیٹھنے والوں کے حق میں یہ "سفینہ" کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقہی عبارات ملاحظہ ہوں:- (نیز دیکھئے احسن الفتاوی: ۱۰/۳۷۵)

الدر المختار - (۲/ ۱۱۵)

(و) إسداء (الثوب) ذاهبا وآيبا (وانتقاله من غصن) شجرة (إلى آخر وسبحه في نهر أو حوض تبدیل) للمجلس أو الآية (فتجب) سجدة أو سجدات (أخرى) بخلاف زوايا مسجد وبيت وسفينة سائرة وفعل قليل كأكل لقمتين وقيام ورد سلام، وكذا دابة يصلي عليها لأن الصلاة تجمع الأماكن ولو لم يصل تكرر

حاشية ابن عابدين - (۲/ ۱۱۷)

(قوله وكذا دابة) أي سائرة ح (قوله لأن الصلاة تجمع الأماكن) ضرورة أن اختلاف المكان يمنع صحة الصلاة، ومفاده التسوية بين كون التكرار في ركعة أو أكثر وهو

(جاری ہے ۔۔۔)

قول أبي يوسف وهو الأصح خلافا لمحمد فإن عنده يتكرر الوجوب بتكرارها في ركعتين شرح المنية. (قوله ولو لم يصل تكرر) لأن سيرها مضاف إليه حتى يجب عليه ضمان ما أتلفت بخلاف سير السفينة ح عن الدرر.

بدائع الصنائع - (١ / ١٨٢)

وكذلك البيت والمحمل والسفينة في حكم التلاوة والسماع سواء كانت السفينة واقفة أو جارية بخلاف الدابة على ما نذكر، ولو تلاها وهو يمشي لزمه لكل مرة سجدة لتبدل المكان. . . . . .ولو قرأ آية السجدة مرارا وهو يسير على الدابة إن كان خارج الصلاة سجد لكل مرة سجدة على حدة بخلاف ما إذا قرأها في السفينة وهي تجري حيث تكفيه واحدة. والفرق أن قوائم الدابة جعلت كرجليه حكما لنفوذ تصرفه عليها في السير والوقوف فكان تبدل مكانها كتبدل مكانه فحصلت القراءة في مجالس مختلفة فتعلقت بكل تلاوة سجدة بخلاف السفينة فإنها لم تجعل بمنزلة رجلي الراكب لخروجها عن قبول تصرفه في السير والوقوف ولهذا أضيف سيرها إليها دون راكبها قال الله تعالى {حتى إذا كنتم في الفلك وجرين بهم} وقال {وهي تجري بهم في موج كالجبال} فلم يجعل تبدل مكانها تبدل مكانه بل مكانه ما استقر هو فيه من السفينة من حيث الحقيقة والحكم وذلك لم يتبدل فكانت التلاوة متكررة في مكان واحد فلم يجب لها إلا سجدة واحدة كما في البيت.

المبسوط للسرخسي - (٢ / ٢٣)

وإن قرأها راكبا ثم نزل، ثم ركب فقرأها وهو في مكانه فعليه سجدة واحدة لما بينا أن المكان واحد والمتلو آية واحدة. وإن قرأها راكبا سائرا مرتين فإن كان في غير الصلاة فعليه سجدتان لأن سير الدابة مضاف إليه فإنه يملك إيقافها متى شاء فكان نظير مشيه وهو يتبدل به المجلس بخلاف راكب السفينة فإن السفينة في حقه كالبيت وهو لا يجريها بل هي تجري به. وإن كان في الصلاة لم يكن عليه إلا

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

سجدة واحدة لأن المكان وإن تفرق فإن حرمة الصلاة واحدة والسجدة من الصلاة لا من المكان فيراعي فيها اتحاد حرمة الصلاة.

الدر المختار - (٢ / ٣١٨)

(والفلك لها كالبيت وسير دابتها كسيرها) حتى لا يتبدل المجلس بجري الفلك، ويتبدل بسير الدابة لإضافته إليه إلا أن تجيب مع سكوته أو يكون في محل يقودهما الجمال فإنه كالسفينة.

حاشية ابن عابدين - (٢ / ٣١٨)

(قوله والفلك) أي السفينة (قوله حتى لا يتبدل إلخ) لأن سيرها غير مضاف إلى راكبها بل إلى غيره من الريح ودفع الماء. فلا يبطل الخيار بسيرها بل بتبدل المجلس فتح . . . . (قوله فإنه كالسفينة) يعني بجامع أن السير في كل منهما غير مضاف إلى راكب وقياس هذا أنها لو كانت على دابة وثمة من يقودها أن لا يبطل بسيرها نهر وأقره الرملي

قلت: قد يقال إنه قياس مع الفارق فإنهما لو كانا في محمل يقودهما آخر ينسب السير إلى القائد لعدم تمكن راكب المحمل من تسيير الدابة بخلاف راكب الدابة فإنه يمكنه التسيير فينسب إليه وإن قاده غيره تأمل. قال الرحمتي وينبغي أن الدابة لو جمحت وعجزت عن ردها أن تكون كالسفينة لأن فعلها حينئذ لا ينسب إلى الراكب كما يأتي في الجنايات.

البحر الرائق - (٣ / ٣٥٠)

وأطلق المصنف في السير فشمل ما إذا كان الزوج معها على الدابة أو المحمل ولم يكن معهما قائد أما إذا كانا في المحمل يقودهما الجمال لا يبطل لأنه كالسفينة في هذه الحالة

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي - (٨ / ٢٢١)

ولا فرق بين كون الزوج معها على الدابة أو المحمل أو لا ، ولو كانت راكبة فنزلت أو تحولت إلى دابة أخرى أو كانت نازلة فركبت بطل خيارها ، وفي المحمل يقوده الجمال وهما فيه لا يبطل ذكره في الغاية لأنه والحالة هذه كالسفينة (قوله والسفينة

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

كالبيت لأن سيرها غير مضاف إلى راكبها) بل إلى غيره من الريح ودفع الماء فيما له جرية كالنيل فلا يبطل الخيار بسيرها بل يتبدل المجلس.

الجوهرة النيرة على مختصر القدوري - (٢/ ٤٥)

وإن خيرها وهي راكبة فإن سارت الدابة بها قبل أن تختار بطل خيارها؛ لأن سير الدابة من فعلها؛ لأنها تقدر على إيقافها، وكذا إذا خيرها والدابة تسير فسارت قبل أن تختار بطل خيارها وإن أوقفتها فهي على خيارها وإن خيرها وهي في السفينة فسارت لم يسقط خيارها؛ لأن سيرها ليس من فعلها؛ لأنها لا تقدر على إيقافها وحكمها حكم البيت فكل ما أبطل خيارها في البيت أبطله فيها وما لا فلا وإن كان الزوج معها على الدابة أو كانا في محمل فهي على خيارها .... والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

محمد حذیفہ عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۷/محرم الحرام۔۱۴۴۰ھ

۸/اکتوبر۔۲۰۱۸ء

اصاب المجیب وفقہ اللہ تعالی لما یحبہ ویرضاہ ولفقہہ فی الدین

۵-۲-۱۴۴۰

ماشاء اللہ تعالی وجزی المجیب خیرا

احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ

۱۰/۲/۱۴۴۰ھ

20-10-2018

اصاب المجیب واجاد

عبد المنان عفی عنہ

۱۱/۲/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

۱۴-۲-۱۴۴۰ھ

مفتی

نائب مفتی

دار الافتاء

فتوی نمبر ۱۸۰۱۹

۱۴/۲/۱۴۴۰

۲۳/۱۰/۲۰۱۸